© rasailojaraid.com

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیسویں صدی ختم ہو رہی ہے، اور متعدد اصحابِ دانش اِس صدی میں انسان کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا گراف ترتیب دینے میں مصروف ہیں۔ ''کامیابی'' بڑی حد تک ایک اضافی اصطلاح ہے، معاشرے کے ایک حصے کے نزدیک جو ''نتائج'' کامیابی سمجھے جاتے ہیں، دوسرے کے نزدیک وہ ''ناکامی'' ہیں، تاہم اِس اختلافِ فکر و مفادات سے ذرا ہٹ کر دیکھا جائے تو گھمبیر تباہیوں کی موجودگی میں انسان کی توقیر و عظمت کا احساس بیسویں صدی میں زیادہ نمایاں ہوا ہے۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو اقوامِ متحدہ کی ''جنرل اسمبلی'' نے ''انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ'' منظور کیا، اور اِس اعلامیے میں طے کردہ حقوق کے تحفظ کے لیے متعدد تنظیمیں وجود میں آئیں، جو انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر حکومتوں اور اداروں کو نشانہ تنقید بناتی ہیں۔ گزشتہ سال ''اعلامیہ'' کے پچاس برس پورے ہونے پر دھوم دھڑکے سے تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔ مغربی دُنیا کے اہلِ دانش اور اربابِ سیاست نے ''اعلامیہ'' کو انسانی تاریخ کی ایک عظیم کامیابی سے تعبیر کیا، اور بلا شبہ یہ اعلامیہ اُن کے آدرشوں کا عکاس ہے۔ جن آٹھ ممالک کے نمائندوں پر مشتمل کمیٹی نے ''اعلامیے'' کا مسودہ تیار کیا تھا، وہ مغربی فکر و دانش کے علمبردار تھے، نتیجتاً ''اعلامیہ'' مغربی تہذیبی اقدار پر مبنی ہے، اور اِس میں دُنیا کی تہذیبی بوقلمونی پیشِ نظر نہیں رکھی جا سکی۔ فرد اور معاشرے کے درمیان تعلق کی کیا کیفیت ہونا چاہیے؟ ''روایت'' اور ''جدت'' کے درمیان کس طرح توازن برقرار رہے؟ روایت کی ضرورت ہے بھی یا نہیں؟ ان سوالوں کے حوالے سے مغربی ذہن واضح طور پر ''فرد'' اور ''جدت'' کی جانب جھکاؤ رکھتا ہے، جب کہ بعض دوسرے تہذیبی منطقوں میں فرد کی ایسی بے لگام آزادی کا کوئی تصور نہیں جس سے معاشرتی تانا بانا بکھر کر رہ جائے۔

''انسانی حقوق'' کے حوالے سے اِس بات سے کسی کو اختلاف نہیں کہ انسانی جان کا ناحق ضائع ہونا درست نہیں۔ دوسری عالمی جنگ سے لے کر اب تک تمام جنگوں اور سخت گیر آمرانہ حکومتوں کے ظلم و ستم سے اتنے افراد نہیں مرے جتنے غذائی قلت اور علاج معالجے کی سکت نہ ہونے کے باعث بیماری سے مرے ہیں۔ کیا یہ انسان کے ''بنیادی حقوق'' کی خلاف ورزی نہیں؟ اقوامِ متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کی شائع کردہ رپورٹ (۱۹۹۷ء) میں بتایا گیا ہے کہ ترقی پذیر ملکوں میں ہر سال ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کروڑ ستر لاکھ افراد ایسی بیماریوں سے مر جاتے ہیں جو قابلِ علاج ہیں۔

کیا ترقی پذیر دُنیا کے رہنے والوں کو زندگی عزیز نہیں؟ کیا وہ علاج معالجے میں دلچسپی نہیں رکھتے؟ یقیناً ہر انسان کی طرح اُنہیں زندگی سے محبت ہے، مگر ان کے ملکی وسائل ترقی یافتہ دُنیا سے حاصل کردہ قرضوں اور اُن پر بھاری سود ادا کرنے پر اُٹھ جاتے ہیں۔ یہ قرضے کیوں اور کن شرائط پر حاصل کیے گئے؟ قرضے دینے اور لینے والوں کے مفادات کیا تھے؟ ان قرضوں سے ترقی پذیر دُنیا کی اقتصادی ترقی میں کتنی مدد ملی ہے؟ اِن سوالوں سے قطع نظر آج صورتِ حال یہ ہے کہ اقوامِ متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۸۰ء اور ۱۹۹۲ء کے درمیان ترقی پذیر ملکوں نے ۱ء۶۶۲ ٹریلین ڈالر کی رقم قرضوں اور اِن کے سود کی مد میں ادا کی۔ واضح رہے کہ ۱۹۸۰ء میں ترقی پذیر ملکوں کے ذمے جو قرض تھا، ادائیگی اِس سے تین گنا ہو چکی ہے۔ مزید پریشان کن بات یہ ہے کہ بعض ملکوں کے وسائل اِس قابل نہیں کہ وہ معاہدوں کے مطابق قرضے اتار سکیں، اور یہ ملک قرضوں کی ادائیگی کے لیے عالمی مالیاتی اداروں سے اُن کی تجویز کردہ شرائط پر مزید قرضے حاصل کرنے پر مجبور ہیں۔ ۱۹۹۳-۹۴ء میں ورلڈ بنک کے ذیلی ادارے ''انٹر نیشنل ڈویلپمنٹ ایسوسی ایشن'' (جو آسان شرح سود پر قرض مہیا کرتا ہے) نے ۲ء۹ بلین ڈالر کی رقم مقروض ملکوں کو مہیا کی جس میں سے ۱ء۹ بلین ڈالر ورلڈ بنک کے قرضے ادا کرنے میں صرف ہو گئی۔ عالمی مالیاتی اداروں کو اِس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ ترقی پذیر ملکوں کے شہریوں کی زندگی کس نہج پر گزر رہی ہے، اُنہیں تو اپنے حصہ داروں کے لیے پیسہ کمانا ہے۔ بالعموم مالیاتی اداروں کے مشورے یہ ہوتے ہیں کہ حکومتی اخراجات کم کیے جائیں اور ضروریاتِ زندگی پر اِس طرح ٹیکس عائد کیے جائیں کہ مالیاتی اداروں کی رقم واپس ادا ہو سکے۔ چنانچہ ''حکمران'' طبقہ حکومتی اخراجات کو اِس طرح کم کرتا ہے کہ تعلیم، طبّی سہولتیں اور ترقیاتی کام متاثر ہوتے ہیں۔

اگر آئندہ صدی میں یہی کیفیت جاری رہتی ہے، تو انسان کی توقیر و عظمت اور اِس کے حقوق پر تقاریر سوائے ایک سنگین مذاق کے کچھ نہ ہوں گی۔

انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے میں دُنیا کے ہر انسان کی جان اور عزت و آبرو کو اِس طرح تحفظ حاصل ہونا چاہیے کہ غربت و افلاس اسے بے جان و بے توقیر نہ کر دے۔ یہ کام ''اہل سیاست'' تو، جب اُنہیں ضرورت پڑے گی، شاید کریں گے، مگر اصلاً یہ کام مذہبی رہنماؤں کا ہے جن کے نزدیک خداوند تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا، اور انسان خالق کائنات کی حسین ترین تخلیق ہے۔

© rasailojaraid.com